نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احزاب سے قبل ابوسفیان کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

سنو! انجام کار خدا ہمیں کامیاب کرے گا اور اے بنو غالب کے احمق! یاد رکھو کہ ایک دن آئے گا کہ تمہارے لات، عُزّیٰ، اِساف، نائلہ اور ہُبل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے اور اس دن مَیں تمہیں یہ سب یاد دلاؤں گا

خندق کھودنے کا فیصلہ صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق بتایا تھا

غزوۂ احزاب کے اسباب اور اس کے ابتدائی حالات و واقعات کا بیان

پاکستان کے احمدیوں اور عمومی طور پر دنیا کی بہتری کے لیے دعاؤں کی تحریک

نیز پاکستان کے احمدیوں کو دعاؤں اور صدقہ وخیرات کی طرف توجہ کرنے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6؍ستمبر 2024ء بمطابق 6؍تبوک 1403 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج میں

غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا ذکر

کروں گا جو پانچ ہجری بمطابق فروری اور مارچ 627ء میں ہوئی تھی۔

(سیرت خاتم النبیین ؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 573)

قرآن کریم میں جنگ احزاب کا ذکر اس طرح آیا ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ
اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَ کَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝١٠ اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ
وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا ۝١١ ھُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا
زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۝١٢ وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝١٣ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ
مِّنْھُمْ یٰٓاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْھُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ وَ مَا ھِیَ بِعَوْرَۃٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ
اِلَّا فِرَارًا ۝١٤ وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَیْھِمْ مِّنْ اَقْطَارِھَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَۃَ لَاٰتَوْھَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِھَآ اِلَّا یَسِیْرًا ۝١٥ وَ لَقَدْ کَانُوْا عَاھَدُوا اللّٰہَ
مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ وَ کَانَ عَھْدُ اللّٰہِ مَسْئُوْلًا ۝١٦ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا
قَلِیْلًا ۝١٧ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً وَ لَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا
۝١٨ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ وَ الْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِھِمْ ھَلُمَّ اِلَیْنَا وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝١٩ اَشِحَّۃً عَلَیْکُمْ فَاِذَا جَآءَ
الْخَوْفُ رَاَیْتَھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ تَدُوْرُ اَعْیُنُھُمْ کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَۃٍ حِدَادٍ اَشِحَّۃً
عَلَی الْخَیْرِ اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ۝٢٠ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْھَبُوْا وَ اِنْ یَّاْتِ
الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّھُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِکُمْ وَ لَوْ کَانُوْا فِیْکُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِیْلًا ۝٢١ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝٢٢ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ
وَ رَسُوْلُہٗ وَ صَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ مَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ۝٢٣ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ
مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝٢٤ لِّیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِھِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ
یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝٢٥ وَ رَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَ کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَ کَانَ
اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۝٢٦

(الاحزاب : 10 تا 26)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تمہارے پاس لشکر آئے تھے تو ہم نے ان کے خلاف ایک ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم دیکھ نہیں رہے تھے۔ اور یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس پر گہری نظر رکھنے والا ہے۔ جب وہ تمہارے پاس تمہارے اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نشیب کی طرف سے بھی آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل (اچھلتے ہوئے) ہنسلیوں تک جا پہنچے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔ وہاں مومن ابتلاء میں ڈالے گئے اور سخت (آزمائش کے) جھٹکے دیئے گئے۔ اور جب منافقوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا، کہا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل یثرب! تمہارے ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں رہا پس واپس چلے جاؤ۔ اور ان میں سے ایک فریق نے نبی سے یہ کہتے ہوئے اجازت مانگنی شروع کی کہ یقیناً ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔ وہ محض بھاگنے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ اور اگر ان پر اس (بستی) کے ہر طرف سے چڑھائی کر دی جاتی پھر ان سے فساد کا مطالبہ کیا جاتا تو وہ ضرور اس کے مرتکب ہو جاتے اور اس پر توقف نہ کرتے مگر معمولی۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ یقیناً اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھیں نہیں دکھائیں گے اور اللہ سے کیا ہوا عہد ضرور پوچھا جائے گا۔ تو کہہ دے کہ تمہیں بھاگنا ہرگز فائدہ نہیں دے گا اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے اور اس صورت میں تم کچھ فائدہ نہیں دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ تو پوچھ کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے اگر وہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ

کرے یا تمہارے حق میں رحمت کا فیصلہ کرے؟اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی سرپرست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ تم میں سے ان کو خوب جانتا ہے جو (جہاد سے) روکنے والے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ۔ اور وہ لڑائی کے لیے نہیں آتے مگر بہت کم۔ تمہارے خلاف بہت خساست سے کام لیتے ہیں۔ پس جب کوئی خوف (کا موقعہ) آتا ہے تُو انہیں دیکھے گا کہ وہ تیری طرف اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں (دہشت سے) گھوم رہی ہوتی ہیں اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی طاری کر دی جائے۔ پس جب خوف جاتا رہتا ہے تو وہ (اپنی) تیز زبانوں سے تمہیں ایذاء پہنچاتے ہیں بھلائی کے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (فی الحقیقت) ایمان نہیں لائے۔ پس اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ بات اللہ پر بہت آسان ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ لشکر ابھی تک نہیں گئے۔ اور اگر لشکر (واپس) آجائیں تو وہ (حسرت سے) چاہیں گے کہ کاش وہ ویرانوں میں بدوؤں کے درمیان رہتے ہوتے (اور) تمہارے حالات معلوم کر رہے ہوتے اور اگر وہ تم میں ہوتے بھی تو قتال نہ کرتے مگر بہت کم۔ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو انہوں نے کہا یہی تو ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس نے ان کو نہیں بڑھایا مگر ایمان اور فرمانبرداری میں۔ مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرزِ عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔ (یہ اس لیے ہے) تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے یا توبہ قبول کرتے ہوئے ان پر جھکے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ان کے غیظ سمیت اس طرح لوٹا دیا کہ وہ کوئی بھلائی حاصل نہ کر سکے اور اللہ مومنوں کے حق میں قتال میں کافی ہو گیا۔ اور اللہ بہت قوی (اور) کامل غلبہ والا ہے۔‘‘

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یہ قرآن شریف کی آیات کا ترجمہ ہے۔

اس جنگ کی وجہ تسمیہ

کہ جنگ کا یہ نام کس طرح رکھا گیا۔ اس جنگ کو جنگِ خندق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عرب کے دستور کے، رواج کے خلاف پہلی مرتبہ مسلمانوں نے خندق کھود کر دفاعی جنگ لڑی تھی اور اس کو جنگِ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کو یہ نام دیا ہے۔ احزاب حِزب کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں۔ چونکہ اس جنگ میں عرب کی مختلف جماعتیں اور گروہ اکٹھے مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے اس جنگ کو جنگِ احزاب کہا گیا ہے۔

اس کی وجہ

بیان کی جاتی ہے کہ ربیع الاوّل چار ہجری میں یہود کا قبیلہ بنو نضیر اپنی عہد شکنی، بغاوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جیسی سازشوں کی وجہ سے مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اس عہد شکن باغی قبیلہ کی سزا تو اس سے کہیں سخت تھی لیکن ان کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو و درگزر اور رحم فرماتے ہوئے ان کو جلاوطن کر دیا جس پر یہ قبیلہ اپنا سارا ساز و سامان لے کر مدینہ سے کچھ دور خیبر جا کر آباد ہو گیا لیکن ابھی چار مہینے ہی گزرے تھے کہ احسان فراموش اور سازشی کردار کے حامل یہود نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف ایک ایسا خوفناک منصوبہ بنایا کہ جس کے مطابق مسلمان مکمل طور پر تباہ ہو جائیں۔ منصوبے کے مطابق بنونضیر کا سردار حُیَیّ بِنِ اَخْطَبْ جو اپنے غرور اور تکبر اور اسلام کے خلاف کینہ اور جوش کی وجہ سے یہود کا ابوجہل کہلائے جانے کا مستحق ہے اپنے سرکردہ ساتھیوں کے ساتھ مکہ گیا اور ابوسفیان اور دیگر قریشی عمائدین سے ملاقات کی اور قریش کو کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا نام و نشان مٹانے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہم تمہارے پاس آئے ہیں تا کہ ہم سب مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایک معاہدہ کریں۔ مشرکینِ قریش کو اَور کیا چاہیے تھا وہ تو پہلے ہی یہ خونی عزائم رکھتے تھے اور بدر اور احد جیسی جنگی کارروائیاں کر چکے تھے لیکن اپنی دلی مراد پوری نہیں کر سکے تھے۔ بدر کے انتقام اور احد کی ندامت کے زخم پھر سے تازہ ہو گئے۔ ابوسفیان نے بنونضیر کے ان سرداروں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ تم اپنے گھر آئے ہو اور تمام لوگوں میں سے ہمیں وہ زیادہ محبوب ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دشمنی پر ہماری مدد کرے۔ باہم گفت و شنید کے بعد قریش کے پچاس لوگوں اور ان یہود نے خانہ کعبہ کا پردہ پکڑتے ہوئے پختہ عہد کرتے ہوئے قسمیں کھائیں کہ وہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ان سب کی بات ایک ہو گی اور ہم سب مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو ملیا میٹ کر دیں گے۔ بہرحال ابوسفیان کے ساتھ مدینہ پر ایک زبردست حملہ کرنے کی سکیم اور تاریخ طے کرنے کے بعد بنونضیر کا یہ وفد عرب کے ان دوسرے قبائل کی طرف گیا جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور کئی ایک ناکام حملے بھی کر چکے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے وہ بنوغطفان کے پاس گیا۔ یہ ملک عرب میں ایک بہادر قبیلہ شمار ہوتا تھا اور مسلمانوں کے خلاف بغض اور کینے میں نمایاں تھا۔ یہود نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنے کی دعوت دی اور ساتھ خیبر کی ایک سال کی کھجوریں دینے کا لالچ بھی دیا اور یہ بھی بتایا کہ قریش مکہ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ اس پر بنوغطفان نے بھی حمایت کا وعدہ کر لیا اور اپنی طرف سے چھ ہزار فوج کی ضمانت دی۔ اس کے بعد یہود کا یہ گروہ بنوسلیم کے پاس گیا۔ یہ ایک دوسرا قبیلہ تھا جو مسلمانوں پر پہلے سے حملہ کرنے کے عزائم رکھتا تھا لیکن ناکام ہو چکا تھا۔ جب اتنے بڑے اتحادی فوجی حملہ کا اس قبیلے کو علم ہوا تو بخوشی اس نے بھی حامی بھر لی۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 363-364 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(غزوہ احزاب از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 62 مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

اسی طرح بنو فَزَارَہ اپنے سردار عُیَینہ کی سربراہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے اور عیینہ نے اپنے دوست قبیلے بنو اسد کو دعوت دی، چنانچہ بنو اسد کے سردار طُلَیحَہ اَسَدِی نے بھی یہ دعوت قبول کر لی اور بنو مُرَّۃ اور بنو اَشجع قبائل نے بھی اس جنگ کی افرادی قوت میں خاصہ اضافہ کیا۔ یہ سارے وہ قبائل تھے جو اپنی بہادری میں پورے عرب میں ایک نام رکھتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 07 صفحہ 270-271 دار السلام ریاض)

اس کی تفصیل لکھتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ”مکہ کے قریش اور نجد کے قبائل غَطفَان و سُلَیم گو پہلے سے ہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور آئے دن مدینہ کے خلاف حملہ آوری کی فکر میں رہتے تھے مگر ابھی تک انہوں نے اپنی طاقتوں کو اسلام کے خلاف ایک میدان میں مجتمع نہیں کیا تھا۔ لیکن جب یہود کے قبیلہ بنونضیر کے لوگ اپنی غداری اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے مدینہ سے جلاوطن کیے گئے تو ان کے رؤساء نے اس شریفانہ بلکہ محسنانہ سلوک کو فراموش کرتے ہوئے۔“ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پہ بہت بڑا احسان کیا تھا۔ اس کو فراموش کرتے ہوئے ”جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا آپس میں یہ تجویز کی کہ عرب کی تمام منتشر طاقتوں کو ایک جا جمع کر کے اسلام کو ملیا میٹ کرنے

کی کوشش کی جاوے اور چونکہ یہودی لوگ بڑے ہوشیار وچالاک تھے اور اس قسم کے سازشی کاموں میں خوب مہارت رکھتے تھے اس لیے ان کی مفسدانہ کوششیں بارآور ہوئیں اور قبائل عرب ایک جان ہوکرمسلمانوں کے خلاف میدان میں نکل آئے۔ یہودی رؤساء میں سے سَلَّام بن اَبِی الحُقَیق ،حُیَیّ بن اخطب اور کِنَانَہ بن اَلرَّبِیع نے اس اشتعال انگیزی میں خاص طور پر حصہ لیا۔ چنانچہ ان فتنہ پردازوں نے اپنے نئے وطن خیبر سے نکل کر حجاز اور نجد کے قبائل کا دورہ کیااور سب سے پہلے مکہ میں پہنچ کر قریش کو اپنے ساتھ گانٹھااور رؤسائے قریش کو خوش کرنے کے لیے اس بات تک کے کہنے سے دریغ نہیں کیا کہ مسلمانوں کے دین سے تمہارا دین (شرک وبت پرستی) اچھا ہے۔'' یہ ان کو ان لوگوں نے کہا۔''اس کے بعد انہوں نے نجد میں جاکر قبیلہ غَطفان کو اپنے ساتھ ملایا اور اس قبیلہ کی شاخہائے فَزارہ اور مُرَّہ اور اَشجع وغیرہ کو اپنے ساتھ نکلنے کے لیے تیار کرلیا۔ پھر قریش اور غطفان کی انگیخت سے قبائل بنو سُلیم اور بنو اسد بھی اس مخالفِ اسلام اتحاد کی کڑی میں منسلک ہو گئے اور دوسری طرف یہود نے اپنے حلیف قبیلہ بنوسعد کو پیغام بھیج کر اپنی اعانت کے لیے کھڑا کرلیا۔ اس زبردست اتحاد کے علاوہ قریش نے اپنے گردونواح کے قبائل میں سے بھی بہت سے لوگوں کو جو ان کے توابع میں سے تھے اپنے ساتھ ملالیا اور پھر پوری تیاری کے بعد صحرائے عرب کے یہ خونخوار قبائل مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے کے ارادے سے ایک سَیلِ عظیم کی طرح مدینہ پر امڈ آئے اور یہ عزم کیا کہ جب تک اسلام کو صفحہ دنیا سے مٹا نہیں لیں گے واپس نہیں لوٹیں گے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 573-574)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ ''یہود کے دو'' قبیلے ''... جو لڑائی، فساد، قتل اور قتل کرنے کے منصوبوں کی وجہ سے مدینہ سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے۔ ان میں سے بنونضیر کا کچھ حصہ تو شام کی طرف ہجرت کر گیا تھا اور کچھ حصہ مدینہ سے شمال کی طرف خیبر نامی ایک شہر کی طرف ہجرت کر گیا تھا۔ خیبر عرب میں یہود کا ایک بہت بڑا مرکز تھا اور ایک قلعہ بند شہر تھا۔ یہاں جاکر بنونضیر نے مسلمانوں کے خلاف عربوں میں جوش پھیلانا شروع کیا۔ مکہ والے تو پہلے ہی مخالف تھے، کسی مزید انگیخت کے محتاج نہ تھے۔ اسی طرح غَطَفَان نامی نجد کا قبیلہ جو عرب کے قبیلوں میں بہت بڑی حیثیت رکھتا تھا وہ بھی مکہ والوں کی دوستی میں اِسلام کی دشمنی پر آمادہ رہتا تھا۔ اب یہود نے قریش اور غطفان کو جوش دلانے کے علاوہ بنو سُلیم اور بنو اسد دو اَور زبردست قبیلوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسانا شروع کیا اور اسی طرح بنوسعد نامی قبیلہ جو یہود کا حلیف تھا اس کو بھی کفارِ مکہ کا ساتھ دینے کے لیے تیار کیا۔ ایک لمبی تیاری کے بعد عرب کے تمام زبردست قبائل کے ایک اتحادِ عام کی بنیاد رکھ دی گئی جس میں مکہ کے لوگ بھی شامل تھے۔ مکہ کے اِردگرد کے قبائل بھی تھے اور نجد اور مدینہ سے شمال کی طرف کے علاقوں کے قبائل بھی شامل تھے اور یہود بھی شامل تھے۔ اِن سب قبائل نے مل کر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لیے ایک زبردست لشکر تیار کیا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 267)

قریش اور دیگر قبائل کا اس جنگ کے لیے روانہ ہونا اور ان کی تعداد

کے بارے میں مزید تفصیل اس طرح ہے۔ لکھا ہے کہ قریش مکہ چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ ان کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ سواروں کی کمان خالد بن ولید کر رہا تھا۔ انہوں نے دار الندوہ میں جھنڈا باندھا جو قریش کی مجلس شوریٰ کی جگہ تھی اور اس کو عثمان بن طلحہ نے اٹھایا۔ انہوں نے بعد میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور اپنے ساتھ تین سو گھوڑے لیے اور ان کے ساتھ پندرہ سو اونٹ تھے۔ بنوسلیم کے سات سو افراد قریش کے ساتھ آ ملے۔ ان کی قیادت اب سفیان بن عبدشمس کر رہا تھا۔ بنو اسد طلیحہ بن خویلد کی قیادت میں روانہ ہوئے اور بنوفزارہ کے ایک ہزار افراد نکلے جن کی قیادت عیینہ بن حِصن کر رہا تھا۔ بنو اشجع کے چار

سو افراد نکلے اور ان کا قائد مسعود بن رُخَیلہ تھا۔ بنو مُرّہؓ کے چار سو آدمی روانہ ہوئے اور ان کی قیادت حارث بن عوف مُرّی کر رہا تھا۔ بنو غطفان کی طرف سے چھ ہزار فوجیوں کا وعدہ تھا اور یہود کی طرف سے دو ہزار سے زائد کی ریزرو فوج تھی جو اس بڑے لشکر کے پیچھے ایک آخری ضرب لگانے کے لیے تیار کھڑی ہو گی اور یوں مختلف قبائل کے لوگ جو اس جنگ میں شریک ہوئے ان کی تعداد کم سے کم دس ہزار اور بعض روایات کے مطابق چوبیس ہزار کے قریب تھی۔ ان سب کی قیادت ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی جو اس وقت تک کی تاریخ عرب کی سب سے بڑی فوجی مہم تھی۔

(حیات محمدؐ از محمد حسین ہیکل صفحہ 434 مطبوعہ بک کارنر جہلم)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 364 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(غزوہ احزاب از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 153 مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

(فرہنگ سیرت صفحہ 299 زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس بارے میں لکھتے ہیں کہ

”کفار کے اس عظیم الشان لشکر کا اندازہ دس ہزار نفوس سے لے کر پندرہ ہزار بلکہ بعض روایات کی رُو سے چوبیس ہزار تک لگایا گیا ہے۔

اگر دس ہزار کے اندازے کو ہی صحیح تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی اس زمانہ کے لحاظ سے یہ تعداد اتنی بڑی تھی کہ غالباً اس سے پہلے عرب کی قبائلی جنگوں میں اتنی بڑی تعداد کبھی کسی جنگ میں شامل نہیں ہوئی ہو گی… سارے لشکر کا قائد اعظم یعنی سپہ سالار ابوسفیان بن حَرب تھا… سامان خورونوش اور سامانِ جنگ بھی ہر طرح کافی وشافی تھا۔ اس طرح یہ لشکر شوال پانچ ہجری مطابق فروری و مارچ 627ء میں مدینہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 574)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ”مختلف مؤرخوں نے اس لشکر کا اندازہ دس ہزار سے چوبیس ہزار تک لگایا ہے لیکن ظاہر ہے کہ تمام عرب کے اجتماع کا نتیجہ صرف دس ہزار سپاہی نہیں ہوسکتا۔ یقیناً چوبیس ہزار والا اندازہ زیادہ صحیح ہے اور اگر اَور کچھ نہیں تو یہ لشکر اٹھارہ بیس ہزار کا تو ضرور ہو گا۔ مدینہ ایک معمولی قصبہ تھا۔ اِس قصبہ کے خلاف سارے عرب کی چڑھائی کوئی معمولی چڑھائی نہیں تھی۔ مدینہ کے مرد جمع کر کے (جن میں بوڑھے، جوان اور بچے بھی شامل ہوں) صرف تین ہزار آدمی نکل سکتے تھے۔ اس کے برخلاف دشمن کی فوج بیس اور چوبیس ہزار کے درمیان تھی اور پھر وہ سب کے سب فوجی آدمی تھے۔ جوان اور لڑنے کے قابل تھے کیونکہ جب شہر میں رہ کر حفاظت کا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس میں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ مگر جب دور دراز مقام پر لشکر چڑھائی کر کے جاتا ہے تو اس میں صرف جوان اور مضبوط آدمی ہوتے ہیں۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ کفار کے لشکر میں بیس ہزار یا پچیس ہزار، جتنے بھی آدمی تھے وہ سب کے سب مضبوط، جوان اور تجربہ کار سپاہی تھے۔ لیکن مدینہ کے کُل مردوں کی تعداد بچوں اور اپاہجوں کو ملا کر بمشکل تین ہزار ہوتی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مدینہ کے لشکر کی تعداد تین ہزار سمجھی جائے تو دشمن کی تعداد چالیس ہزار سمجھنی چاہیے“ کیونکہ مقابلہ کوئی نہیں ”اور اگر دشمن کے لشکر کی تعداد بیس ہزار سمجھی جائے تو مدینہ کے سپاہیوں کی تعداد صرف ڈیڑھ ہزار فرض کرنی چاہیے۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 267-268) کیونکہ ان میں کمزور لوگ شامل تھے۔

بہر حال کفار اپنی جنگ کی نیت سے آگے بڑھتے رہے اور اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو اس وقت

آپؐ نے فیصلہ کیا کہ خندق کھودی جائے۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبہ جاسوسی یعنی انٹیلی جنس بھی اس ساری صورتحال سے بے خبر نہ تھا اور چاروں طرف سے خبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ رہی تھیں۔قریش اور یہود کے اس خوفناک منصوبے کی اطلاعات مدینہ میں پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا اور ان کو دشمن کے بد ارادوں کی خبر دی اور مشورہ کیا کہ مدینہ سے نکل کر مقابلہ کریں یا اس میں رہ کر ان سے جنگ کریں۔ ایک بہت بڑے فوجی لشکر اور اس کے مقابلے میں بہت بڑی تعداد کے پیش نظر زیادہ تر رائے یہ سامنے آئی کہ مدینہ کے اندر رہتے ہوئے دفاع کیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ روایات کے مطابق حضرت سلمانؓ کے مشورہ کا ذکر ملتا ہے کہ انہوں نے خندق کا مشورہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! ہم فارس کی زمین میں جب گھوڑوں کی جماعت سے ڈرتے تو ان کے آگے خندق کھود دیتے تھے یعنی اگر گھوڑوں والی فوج آتی تھی تو خندق کھود دیتے تھے جس کی وجہ سے وہ اس کو عبور کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔تو یہ رائے سب کو اچھی لگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر رہتے ہوئے دفاع کرنے کا فیصلہ فرمایا اور خندق کھودنے کا ارشاد فرمایا۔

بعض کتب سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ

خندق کھودنے کا فیصلہ صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق بتایا تھا

کیونکہ عرب کے لیے یہ طریق بالکل نیا تھا۔ وہ دفاعی خندقیں کھودنے کے طریق سے ناواقف تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب ابوسفیان طاقت کے نشے سے چُور ایک لشکر جرار لے کر مدینہ کی طرف حملہ آور ہوا اور جب اسے اہلِ مدینہ کی طرف سے کہیں بھی کوئی روک نظر نہ آئی اور اس کو کوئی اسلامی فوج دکھائی نہ دی تو اول تو اس کو اپنے ایک بہت بڑے لشکر کی وجہ سے ہی یہ گھمنڈ تھا کہ آج اہلِ مدینہ کو ان کے ہاتھوں سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اس نے کہا اب تو میں مدینہ کو ختم کر کے ہی جاؤں گا اور جب مدینہ تک کے راستے میں کہیں بھی کوئی مزاحمتی روک نظر نہ آئی تو غرور اور تکبر میں اَور بھی بڑھ گیا لیکن جب اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے وہ عین مدینہ کے قریب پہنچا تو اچانک اپنے سامنے پانچ کلومیٹر لمبی آٹھ نو فٹ گہری اور چوڑی خندق دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ یہ خندق اتنی گہری اور چوڑی تھی کہ گھوڑوں سے بھی اس کو عبور کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ جب یہ لوگ اس خندق کو عبور کرنے سے عاجز آ گئے تو اپنے شدید غصے اور بے بسی اور غرور اور تکبر کے ملے جلے جذبات میں اس نے یہاں سے ایک خط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا جس میں اس نے لکھا کہ لات، عزیٰ، اساف، نائلہ اور ہبل کی قسم ہے کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ آیا تھا کہ تب تک واپس نہ جاؤں گا جب تک تم لوگوں کا نام ونشان مٹا کر نہ رکھ دوں لیکن مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ ہمارے مقابلے سے کترا رہے ہو اور اپنے گرد اگرد خندقیں کھود لی ہیں۔ اے کاش مجھے معلوم ہو کہ تمہیں یہ طریق کس نے بتایا ہے اور اگر ہم واپس چلے بھی گئے تو یاد رکھنا کہ جنگِ احد کا دن پھر ایک بار تمہیں یاد دلا دیں گے کہ جس میں اب تمہاری عورتیں بھی ذبح کی جائیں گی۔ یہ خط اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔

اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو خط لکھا اور فرمایا تمہارا خط ملا۔ میں جانتا ہوں کہ تم سدا سے اللہ تعالیٰ کے خلاف غرور میں مبتلا ہو اور یہ جو تم نے مدینہ پر اپنے لشکر جرار کے ساتھ ایسا حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے کہ جس سے تم ہمارا نام ونشان مٹا دینے کا عزم کیے ہوئے ہو تو یہ تو اللہ کا حکم ہے کہ جو تیرے ناپاک عزائم کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا

حکم ہے جو ناپاک عزائم تھے ان کے درمیان حائل ہو گیا، تمہیں یہ موقع نہیں مل سکا۔ اور پھر لکھا کہ اور وہ اپنا ایسا فیصلہ کر دے گا یعنی اللہ تعالیٰ اپنا ایسا فیصلہ کر دے گا کہ تم لات اور عزیٰ کا نام تک بھول جاؤ گے اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ خندق کھودنے کا مجھے کس نے بتایا ہے تو فَاِنَّ اللّٰہَ اَلۡھَمَنِیۡ ذَالِکَ۔ یہ طریق مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے۔ جب تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا غیظ و غضب بڑھ گیا تھا تو اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا۔ اور سنو! آگے آپؐ نے یہ لکھا کہ

سنو! انجام کار خدا ہمیں کامیاب کرے گا اور اے بنو غالب کے احمق! یاد رکھو کہ ایک دن آئے گا کہ تمہارے لات، عُزّٰی، اِساف، نائلہ اور ہُبَل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں گے اور اس دن میں تمہیں یہ سب یاد دلاؤں گا۔

(سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 364 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(خاتم النبیین از ابوزہرۃ جلد 2 صفحہ 942 المؤتمر العالمی)

(الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم جلد 10 صفحہ 197 المرکز الاسلامی للدراسات بیروت 2006ء)

تو بڑا واضح طور پر اس کو لکھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ فتح ہماری ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خط سے واضح ہوتا ہے کہ ہر چند کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا ہو گا لیکن اس پر عمل کرنے کا فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الہاماً ہی فرمایا ہو گا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال ان کا مشورہ بھی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی آپؐ کو اس بارہ میں آگاہ کیا۔ باقی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آجکل پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پاکستانی احمدی خود بھی دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ صدقات کی طرف توجہ دیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے اور مخالفین کے شر سے ان کو بچائے اور شریروں کے شر ان لوگوں پر الٹائے۔ عمومی طور پر دنیا کی بہتری کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی فتنہ و فساد سے بچائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۷؍ ستمبر ۲۰۲۴ء صفحہ ۲ تا ۵)